Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑی سنجیدگی اور درد کے ساتھ دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ عالمِ اسلام سے خطرات ٹال دے

اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو، ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ پر توکّل کرو

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۷۔ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۲۶۔ فتح ۱۳۶۹ہش، ۲۶۔ دسمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۴۲

ہمارا کام ہے نصیحت بھی کریں
سمجھانے کی بھی کوشش کریں خواہ کوئی
ہماری آواز سُنے یا نہ سُنے

عراق کے خلاف فوجی کارروائی کے نتیجے میں اس تمام علاقے سے اَمن ہمیشہ کے لئے اُٹھ جائے گا

خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۹۔ نبوت ۱۳۶۹ہش (۹۔ نومبر ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

عالمِ اسلام کے لئے گہرے درد سے دعائیں کریں

"عالمِ اسلام پر جو حالات آجکل گزر رہے ہیں وہ ہر احمدی کے لئے بہت ہی زیادہ باعثِ فکر ہیں اور پریشانیاں کم ہونے کی بجائے سر دست بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی احباب جماعت کو بار بار دعا کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت کی تھی، اب پھر مَیں اس خطبے کے ذریعے جماعت کو دعا کی یاد دہانی کراتا ہوں۔ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اور گہرے خلوص اور درد کے ساتھ ہر احمدی کو باقاعدہ اس امر کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عالمِ اسلام کے خطرات کو ٹال دے اور اگرچہ بہت ہی گہرے اور سیاہ بادل ہر طرف سے گھِر کر آئے ہیں لیکن خدا کی تقدیر جب چاہے اِن کے رُخ پھیر سکتی ہے اور اس وقت دنیا کا کوئی ایسا حِصّہ نہیں ہے جہاں یا براہِ راست مسلمانوں کو خطرہ درپیش نہ ہو یا بالواسطہ خطرہ درپیش نہ ہو۔ اور ان تمام خطرات کے مقابلے کیلئے فی الحقیقت دنیا میں کہیں بھی مسلمان تیار نہیں اور جو اسلامی اور عقل و دانش کا ردّ عمل ہونا چاہیئے وہ ردّ عمل کہیں دکھائی نہیں دے رہا، اس لئے ہمارا کام ہے کہ نصیحت بھی کریں، سمجھانے کی بھی کوشش کریں خواہ کوئی ہماری آواز سُنے یا نہ سُنے، ہمارا فرض ہے کہ اس وقت جو بھی نصیحت کا حق ہے وہ ضرور ادا کریں لیکن محض نصیحت پر بناء نہیں کرنی کیونکہ نصیحت اُن کانوں پہ پڑے جو سُننے کے لئے آمادہ نہ ہوں، حالات اُن آنکھوں کو دکھائے جائیں جو دیکھنے کے لئے تیار نہ ہوں اور بات اُن دلوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جن کے اُوپر ضد کی مہریں لگی ہوں تو جو بھی انسان کرنا چاہے اُس کا نیک نتیجہ نہیں نکل سکتا، اس لئے دعائیں بہت ضروری ہیں۔ نصیحت میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے اور جہاں تک غیر دنیا کا تعلق ہے اُن کے رُخ موڑنے کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے

آپ کی دعاؤں کے بھی دو رُخ ہونے چاہئیں۔ ایک یہ کہ اللہ اہلِ اسلام میں ہوشمند لیڈرشِپ پیدا فرمائے اور اہلِ اسلام کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے اُن کو عقل دے، ان کو تقویٰ کا نور عطا کرے اور حالات کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور دوسری طرف جو ظالم باہر کی دنیا سے اسلام پہ حملہ آور ہونے والے ہیں یا ہو رہے ہیں یا اندرونی طور پہ مسلمانوں کے اندر سے اُن سے دشمنی کرنے والے اسلام کے بھیس میں ان سے دشمنی کر رہے ہیں، ان سب کے رُخ پھیر دے اور ان کی تمام کوششوں کو نامراد اور ناکام فرما دے۔

عراق کا دعویٰ

سرسری طور پہ جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ مَیں آپ کے سامنے مختصراً رکھتا ہوں۔ سرسری طور پہ تو نہیں مگر مختصراً رکھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے پہلے اس مضمون پہ مختلف رنگ میں مَیں روشنی ڈال چکا ہوں۔ عراق کے ساتھ وابستہ جھگڑے کا تعلق درحقیقت کویت پر عراق کے قبضے سے ہے۔ یہ تو سب دوستوں کو معلوم ہے۔ اور اس وقت تمام دنیا کی طاقتوں کو عراق کے خلاف جو اکٹھا کیا جا رہا ہے اس کے محرکات کیا ہیں۔ ان میں سے ایک دو مَیں نے بیان کئے لیکن بہت گہرے محرکات ہیں۔ اگر توفیق ملی تو آئندہ کبھی ان پہ تفصیل سے روشنی ڈالوں گا اور یہ بتاؤں گا کہ ان سازشوں کی باگ ڈور درحقیقت کن ہاتھوں میں ہے۔ لیکن خلاصہ اس جھگڑے کا یہی ہے کہ ایک مسلمان ملک نے ایک ایسے خطۂ زمین پہ قبضہ کر لیا جو اس مسلمان ملک کے نزدیک کبھی اس کا تھا اور انگریزوں نے اس خطے کو کاٹ کر وہاں ایک الگ حکومت قائم کر دی تھی۔ یہ عراق کا کیس ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر آج ہم کسی خطے پر کسی تاریخی دعویٰ کے نتیجے میں کسی ملک کو قبضہ کرنے دیں تو اس سے عالمی امن کو شدید خطرہ لاحق ہو گا۔ اور ہم کسی قیمت پر بھی اس قسم کی ظالمانہ حرکت کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔ چنانچہ مغربی راہنماؤں کی طرف سے بار بار اس خیال کو بھی ردّ کیا جا رہا ہے کہ تیل میں ہمیں دلچسپی ہے۔ کہتے ہیں تیل میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ دلچسپی ہے تو امن عالم میں دلچسپی ہے۔ ایک خطے کو جو زمین کا ایک ٹکڑا ہے اس کو کوئی ملک اپنے قبضے میں اس لئے کر لے کہ تاریخی لحاظ سے کچھ اور تھا یہ بالکل ایک لغو بات ہے اور ہم ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

آئیے اب ہم اس دَور کی تاریخ پہ ایک سرسری نظر ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور یہ جو دلیل پیش کی جا رہی ہے اس کی ماہیت کیا ہے۔ جہاں تک عالم اسلام سے تعلق رکھنے والی بعض سرزمینوں کا تعلق ہے ان میں سب سے پہلے فلسطین کی سرزمین ہے۔ جس کے ایک بڑے حصے پر اس وقت اسرائیل کی حکومت قائم ہے اور اس کے علاوہ بھی وہ حکومت سرکتی ہوئی اُردن دریا کے مغربی ساحل تک پہنچ چکی ہے۔ یہ حقیقت میں ایک تاریخی قضیہ

مسلسل صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ صا سے آگے

تھا۔ ہزاروں سال پہلے یہود کا اس سرزمین پر قبضہ تھا اور یہاں انہوں نے معبد تعمیر کئے اور اس زمین کو یہود کے نزدیک غیر معمولی اہمیت تھی۔ مغربی طاقتوں نے اس قدیم تاریخ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس زمانے کا جغرافیہ تبدیل کیا اور اس قدر غیر معمولی ہٹ دھرمی اور جسارت کی کہ سارا عالم اسلام شور مچاتا رہ گیا اور عالم اسلام کے سوا دنیا کی بہت سی دوسری طاقتیں بھی عالم اسلام کی ہمنوائی میں اٹھ کھڑی ہوئیں کہ تم تین چار ہزار سال پرانی تاریخ کو ٹٹولتے ہوئے راکھ کے انبار میں سے ایک چنگاری نکال رہے ہو اور اسے ہوا دے کر آگ بنانے لگے ہو۔ تمہارا کیا حق ہے کہ آج اس پرانے دعوے کو قبول کرتے ہوئے اس حال کی دنیا کے نقشوں کو تبدیل کرو مگر وہی بڑی حکومتیں جو عراق کو تباہ کرنے پر آج تُلی بیٹھی ہیں وہ متحد ہوگئیں اس بات پر کہ نہیں تاریخ کے نتیجے میں جغرافیے تبدیل کئے جائیں گے اور جغرافیے تو تبدیل ہوتے رہنے والی چیزیں ہیں۔ پھر آپ کشمیر کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ جُوناگڑھ کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ حیدر آباد دکن کو دیکھ لیجئے۔ غرضیکہ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اس دَور میں جس میں سے ہم گزر رہے ہیں تاریخ کے حوالے سے یا بغیر کسی حوالے کے جغرافئے تبدیل کئے گئے اور تمام دنیا کی سیاست کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوا اور سیاسی تقسیمیں دنیا میں جتنی بھی ہیں انہوں نے ان تبدیلیوں کے نتیجے میں کوئی واویلا نہیں کیا اور کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ سب دنیا مل کر اس تبدیل ہوئے جغرافیے کو پھر پہلی شکل پہ بحال کر دے۔

افریقہ کی بندر بانٹ

صرف یہی نہیں بلکہ ہم جب افریقہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور بھیانک شکل دکھائی دیتی ہے۔ ایک رسالہ THE PLAIN TRUTH یہاں سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے ایک صفحے میں سے چند اقتباسات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو کہ دنیا کا جغرافیہ تبدیل کرنے کا حق کن کو ہے اور کن کو نہیں ہے۔ یہ لکھتا ہے:

IN NOVEMBER 1884, REPRESENTATIVES
OF 13 EUROPEAN NATIONS AND THE UNI-
TED STATES MET IN BERLIN. HAVING
PORTIONED OUT AFRICA AMONG THEM—
SELVES, THEY AGREED TO RESPECT EACH
OTHER'S "SPHERES OF INFLUENCE." SOON
ONLY ETHIOPIA AND LIBERIA REMAINED
INDEPENDENT NATIONS. (THE PLAIN TRUTH,
OCTOBER 1990)
(BUT NO MORE)

....IN ACTUALITY THE DIVISION OF
AFRICA WAS DONE WITH MAINLY EURO-
PEAN INTERESTS IN MIND...... IN MOST
BLACK AFRICAN STATES SOUTH OF THE
SAHARA THE STANDARD OF LIVING IS
FALLING, THE PEOPLE HUNGRY, BEWIL-
DERED AND DISILLUSIONED. A PART OF
THE BLAME MUST BE PLACED ON THE
WAY THE CONTINENT WAS, AND IS, DIVI-
DED.

ONLY A DIVINE POWER COULD REVER-
SE THIS TRAGEDY PEACEABLY.
(THE PLAIN TRUTH. OCT. 1990)

لکھتا ہے کہ نومبر ۱۸۸۴ء میں ۱۳ یورپین ریاستوں کے نمائندے اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے نمائندے برلن میں اکٹھے ہوئے۔ غرض کیا تھی؟ افریقہ کی بندر بانٹ۔ چنانچہ تمام افریقہ کے برّاعظموں کو انہوں نے وہاں ایسے ٹکڑوں میں تقسیم کیا کہ کچھ ٹکڑے کسی کے حصّۂ اثر میں آئے اور کچھ ٹکڑے کسی اور کے حصّۂ اثر میں آئے۔ غرضیکہ تمام یورپین ممالک نے اپنے اپنے حصّۂ اثر کے ٹکڑے چُن لئے اور معاہدہ یہ ہُوا کہ ہم ایک دوسرے کے حصّۂ اثر کے ٹکڑوں میں دخل نہیں دیں گے۔ فی الحقیقت یہ تقسیم تمام تر یورپین ریاستوں کے مفاد میں کی گئی تھی۔

اس کی تفاصیل اس مضمون میں بھی بیان ہوئی ہیں اور تاریخ میں ویسے ہی یہ مضمون پوری چھان بین کے ساتھ ہمیں تالیف ہُوا ملتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان تقسیمات میں ہرگز کسی افریقن قوم یا کسی افریقن ملک کے مفاد کو ملحوظ نہیں رکھا گیا اور قوموں کو نہ قومیت کی بناء پر تقسیم کیا گیا، نہ لسانی یکجہتی کی بناء پر تقسیم کیا گیا، نہ دیگر مفادات کو دیکھا گیا، نہ اقتصادی مفادات کو دیکھا گیا، نہ یہ دیکھا گیا کہ کہاں قدرتی دولتیں یعنی معدنیات موجود ہیں اور کہاں نہیں اور نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں بہت چھوٹی ہو جائیں گی اور اقتصادی لحاظ سے آزادی کے ساتھ چلنے کی اہل بھی رہیں گی یا نہیں، نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں اتنی بڑی ہو جائیں گی کہ ان کے نتیجے میں دیگر ریاستوں کے حقوق خطرے میں پڑ جائیں گے اور ان کے مفادات کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ یہ وہ خلاصہ ہے جو ہمیں تاریخ میں بھی ملتا ہے اور اس مضمون میں بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں جو غیر معمولی تکالیف افریقہ کے باشندوں کو اٹھانی پڑیں اور اب بھی اٹھائے چلے جا رہے ہیں اس کی تفصیل بھی آپ کو تاریخ میں ملتی ہے اور اس مضمون میں بھی مختصراً ذکر ہے۔

خلاصۂ کلام یہی ہے کہ سارے افریقہ کے برّاعظم کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں یا بعض بڑے ٹکڑوں میں اس نیّت سے بانٹ دیا گیا کہ اس خطۂ زمین کے تمام تر مفادات اہلِ مغرب کو حاصل ہوں اور حاصل ہوتے رہیں۔ اب آزادی کے بعد افریقہ کو جو اکثر مسائل درپیش ہیں وہ اسی غلط تقسیم کے نتیجے میں ہیں کیونکہ قومی یکجہتی کا تصوّر ابھرنے کے ساتھ لسانی اشتراک کے خیالات بھی ابھرتے ہیں اور جغرافیے کی حدود انسان اَور پاتا ہے اور قومی یکجہتی اور لسانی اشتراک کی حدود اَور طرح دیکھتا ہے۔ پھر تاریخی طور پر افریقہ کی قوموں کی ایک دوسرے سے دشمنیاں ہیں۔ مثلاً لائبیریا میں بعض قوموں کی بعض دوسری قوموں سے دشمنیاں لیکن یہ صرف ملک کے اندر نہیں بلکہ بڑے بڑے علاقوں میں یہ دشمنیاں پھیلی پڑی ہیں اور ان میں سے بعض دشمنی والی قوموں کو اس طرح کاٹ دیا کہ وہ نسبتاً کمزور دوسری قوموں پر حاوی ہو جائیں، غرضیکہ بہت سی ایسی شکلیں ابھرتی ہیں جن کے نتیجے میں سارا افریقہ اس وقت بے اطمینانی، عدم اعتماد، اور منافرتوں کی لپیٹ میں ہے۔ ان تمام ناانصافیوں کو دُور کرنے کی طرف نہ کبھی کسی نے توجہ کی، نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں بلکہ اب تو معاملہ اس حد تک آگے بڑھ چکا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر اِن ناانصافیوں کو کالعدم کر کے افریقہ کی نئی تقسیم کی جائے تو جو موجودہ خطرات ہیں ان سے بہت زیادہ خطرات افریقہ کے امن کو درپیش ہوں گے۔

تاریخ اور جغرافیے کے تعلقات کا خلاصہ

پس یہ ہے خلاصہ تاریخ اور جغرافیے کے تعلقات کا۔ اب جب ہم کویت پر عراق کے قبضے کی طرف واپس آتے ہیں تو اس ساری صورت حال کا یہ تجزیہ میرے سامنے آیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ملک مسلمان ملک کی سرزمین پر قبضہ کر لے اور جغرافیہ تبدیل کر دے تو دنیا کے امن کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مغربی طاقت یا سپر طاقتیں مل کر ایک وسیع برّاعظم کے جغرافیے کو بھی تبدیل کر دیں اور تہس نہس کر دیں اور ایسی ظالمانہ تقسیم کریں کہ ہمیشہ کے لئے وہ ایک آتش فشاں مادے کی طرح پھٹنے کے لئے تیار برّاعظم بن جائے تو اس سے امنِ عالم کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ایک مسلمان ملک کسی مسلمان ملک کی زمین پر قبضہ کرے تو اس سے سارے عالَم کے امن کو خطرہ ہوگا اور اس عالمی خطرے کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ آخری منطق ہے جو اس سارے تجزیئے سے ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے۔ اس کے باوجود کہ یہ ساری باتیں معروف اور معلوم ہیں، یہ کوئی ایسی تاریخ نہیں ہے جس کو مَیں نے کھوج کر کہیں سے نکال کر پڑھا ہے اور جس سے مسلمان دانشور واقف نہیں یا مسلمان ریاستوں کے سربراہ واقف نہیں، سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھ رہے کہ اس وقت جو کچھ مشرق وسطیٰ میں ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو اور اہلِ اسلام کو پہنچے گا اور تمام تر فائدہ غیر مسلم ریاستوں کو اور غیر مسلم مذاہب اور طاقتوں کو میسر آئے گا۔ اس جنگ کی جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا جو بھی قیمت چکانی پڑے گی وہ تمام تر مسلمان ممالک چکائیں گے اور یہ جو عظیم الشان فوجوں کی حرکت ایک برّاعظم سے دوسرے برّاعظم کی طرف ہو رہی ہے، یہ غیر معمولی اخراجات کو چاہتی ہے، اس کے لئے دولت کے پہاڑ درکار ہیں لیکن یہ وہی دولت کے پہاڑ ہیں جو سعودی عرب نے اور شیخڈم نے انہیں ملکوں میں بنا رکھے تھے اور وہی اب قانونی طور پر اِن کے سپرد کر دیئے جائیں گے کہ یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمہارے ہو گئے، ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا اور نتیجہ ایک ابھرتے ہوئے اسلامی ملک کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینا اور مسلمانوں کے دل میں اس خیال کا پیدا ہونا بھی جرم قرار دیا جانا کہ وہ اپنی عزتِ نفس کے لئے کسی قسم کی کوئی آزاد کارروائی کر سکتے ہیں۔ عراق کو بھی ہم نے بہت سمجھانے کی کوشش کی اور جس طرح بھی ہوا ان کو پیغام بھجوائے گئے کہ آپ خدا کے لئے خود اپنے مفاد کی خاطر اور اس اسلامی مفاد کی خاطر جو آپ کے پیشِ نظر ہے اس ناانصافی کے قدم کو پیچھے کر لیں کیونکہ تاریخ کے حوالے سے اگر جغرافیے تبدیل ہونے لگیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے افریقہ میں بھی اب یہ ناممکن ہو گیا ہے۔ دنیا میں اکثر جگہوں پہ یہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے خود آپ کا مفاد اس میں ہے۔ کویت کا مفاد اس میں ہے۔ عالم اسلام کا مفاد اس میں ہے کہ اس اٹھے ہوئے قدم کو واپس لے لیں اور اپنی طاقت کو بڑھائیں اور عالم اسلام کو متحد کرنے کی کوشش کریں لیکن افسوس کہ وہاں بھی یہ بات نہیں سنی گئی اور دیگر مسلمان عرب ممالک نے بھی ذرہ بھی دھیان اس بات پر نہیں دیا کہ ہم غیر مسلم طاقتوں سے مل کر ان کے سارے ظلم کا خرچ برداشت کرتے ہوئے ایک مسلمان ریاست کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں جس کے بعد اس تمام علاقے سے ہمیشہ کے لئے امن اٹھ جائے گا۔ عالمی امن کو خطرہ ہے یا نہیں ہے مگر یہ ریاستیں جو اس جنگ کا خرچ برداشت کرنے والی ہیں اور کرایے کے لڑنے والوں کو باہر سے بلا کر لائی ہیں ان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ پھر وہ کبھی اپنے ماضی کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جا سکیں گی۔ بدحال سے بدتر حال تک پہنچتے چلے جائیں گے اور کبھی پھر امن اس علاقے کا منہ دوبارہ نہیں دیکھے گا۔ اس لئے اب اس نصیحت کے بعد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دعا ہی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کو عقل دے اور ہماری نصیحت کی بات خواہ کتنی ہی کمزور کیوں نہ معلوم ہوتی ہو اپنے فضل سے اس میں طاقت بخشے اور دلوں کو اسے قبول کرنے پر آمادہ فرما دے کیونکہ اللہ ہی ہے جو ان حالات کو تبدیل کر سکتا ہے۔ بہت خوب اس لکھنے والے نے لکھا کہ ONLY A DIVINE POWER COULD REVERSE THIS TRAGEDY PEACEABLY. کہ اب تو صرف کوئی الٰہی طاقت ہی ہے جو اس انتہائی دردناک صورت حال کو پرامن کیفیت کے ساتھ تبدیل کر دے۔ پُرامن کوششوں کے ذریعے تبدیل کر دے

بابری مسجد کا تنازعہ

اب ہم ہندوستان پر نگاہ ڈالتے ہیں وہاں پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا۔ جو کشمیر میں اب ہو رہا ہے وہ بھی ہو رہا ہے لیکن سب سے بڑی دردناک بات یہ ہے کہ وہاں بھی تاریخ کے نام پہ ایک اور طرح کی جغرافیائی تبدیلی کی جا رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ساڑھے تین سو سے چار سو سال کے عرصے کے درمیان، پہلے بابر نے ایک ہندو مندر کو جو اجودھیا میں پایا جاتا تھا اور رام کا مندر کہلاتا تھا، DEMOLISH کر دیا، منہدم کر دیا اور اس کی جگہ ایک مسجد تعمیر کر دی جسے بابری مسجد کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق تاریخی حوالے کس حد تک مستند ہیں یہ بحث ہندوستان کی ایک عدالت میں ابھی جاری ہے۔ لیکن زیادہ تر بنیاد اس الزام کی ایک مسلمان درویش کی ایک رؤیا پر ہے جس نے یہ دیکھا تھا کہ بابری مسجد کے نیچے رام کا مُردہ دفن ہے اور اس لئے یہاں پہلے ایک مندر ہوا کرتا تھا اور اس کی جگہ اب مسجد بنائی گئی ہے تو یہاں گویا کہ رام مدفون ہو گیا۔ کسی کی یہ رؤیا بھی بہت پرانی ہے۔ یہ وہ حوالہ ہے جس کی رُو سے ہندوؤں نے اپنے عدالتی کیس کو تقویت پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اور دیگر بھی بہت سی ایسی سندات پیش کرتے ہیں جن کی فی الحقیقت کوئی تاریخی حیثیت نہیں مگر بہرحال یہ تو عدالتی معاملہ ہے اس میں زیر بحث ہے مگر قطع نظر اس کے کہ یہ دعویٰ سچ ہو یا جھوٹ، چار سو سال پہلے کی تاریخ کو اگر اس طرح تبدیل کرنے کی آج کوشش کی جائے تو اس کو صرف اس اصول پہ جائز سمجھا جاتا ہے جو مغربی طاقتوں کا اصول ہے کہ اگر غیر مسلم کریں تو جائز ہے، اگر مسلمان کریں تو جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں کے لئے نہ اس وقت جائز تھا، نہ اب جائز ہے کہ اس عمارت کو اپنے پاس رکھیں اور ہندوؤں کے لئے یہ جائز ہے کہ جب چاہیں پرانی تاریخ کے حوالے سے آج کے قبضوں کی کیفیت بدل دیں اور آج کے جغرافیے کو تبدیل کر دیں۔

پس ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے لئے بہت ہی بڑا خطرہ درپیش ہے لیکن یہ خطرہ دراصل ان خطرات سے زیادہ ہے جو جغرافیائی خطرات دیگر جگہوں پر درپیش ہیں یہاں اسلام کی عظمت اور اسلام کی توحید کو خطرہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اور خدا کی توحید کو ایک خطرہ درپیش ہے۔ وہ جگہ جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی تھی وہاں اب بے حقیقت اور ایسے بتوں کی عبادت کی جائے گی جو ان خداؤں سے وابستہ ہیں جن خداؤں کا ہی کوئی وجود نہیں۔ پس ایک خدائے واحد کی عبادتگاہ کو جو توحید کی علمبردار ہو بُت خانوں میں تبدیل کرنا یہ محض ایک چھوٹا سا حادثہ نہیں بلکہ تمام اسلام کی بنیاد پر حملہ ہے اور اس کا جو اثر ہے وہ ہندوستان پر بہت دور تک پھیلے گا اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا امن ظاہری طور پر بھی ہندوستان سے اٹھ جائے گا اور بہت ہی خوفناک فسادات کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گا جس کو روکا نہیں جا سکے گا۔ بہرحال یہ ایک بہت ہی غیر معمولی جذباتی اور اعتقادی اہمیت کا معاملہ ہے جسے عالم اسلام کو سمجھنا چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ہی جو ردِ عمل اس کے نتیجے میں پیدا ہونا چاہیئے وہ اسلامی ردِ عمل ہونا چاہیئے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہاں بھی ویسی ہی صورتِ حال ہے جیسا کہ عراق سے تعلق رکھنے والے مسائل کی ہے۔ ایک طرف ہم بنگلہ دیش پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس غصے میں کہ بعض ہندوؤں نے یا یوں کہنا چاہیئے کہ لاکھوں ہندوؤں نے بابری مسجد پر حملے کی کوشش کی اور بعض اس میں داخل بھی ہو گئے اور پہلے سے نصب شدہ بت کی وہاں عبادت بھی کی گئی۔ انہوں نے بہت سے مندر جلا ڈالے اور منہدم کر دیئے اور بہت سے ہندوؤں کی املاک لوٹ لیں اور ان کا قتل و غارت کیا۔ کیا یہ اسلامی ردِ عمل ہے؟ یقیناً نہیں۔ ناممکن ہے کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے اس ردِ عمل کو جائز قرار دیا جائے۔ اسلام تمام دنیا کے مذاہب کی عظمت اور ان کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔ عظمت کی حفاظت ان معنوں میں نہیں کہ ان کے سامنے اعتقادی لحاظ سے سر جھکانے کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ جو اُن مذاہب کو عظیم سمجھتے ہیں ان کو قانونی تحفظات مہیا کرنے کی تلقین کرتا ہے کہ وہ جس طرح چاہیں چاہے باطل کو بھی عظیم سمجھیں وہ جس کو عظیم سمجھنا چاہتے ہیں عظیم سمجھتے رہیں۔ پس جہاں تک ان کے دلوں کا اور ان کے دلوں کے احترام کا تعلق ہے ان کی حفاظت کرنا دراصل ان مذاہب کی عظمت کی حفاظت کرنا ہے۔ اور حرمت کی حفاظت اس طرح کرتا ہے کہ مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ دوسروں کے عبادت خانوں کو منہدم کرے اور اُن کی جگہ خواہ مسجد بنائے یا کچھ اَور تعمیر کر دے۔

(اس کے بعد حضور نے ہندوستان اور پاکستان کے واقعات کا تعلق بیان کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ ہندوستان میں جو ہوا ہے وہ پاکستان میں ہونے والے چند واقعات کا ردِ عمل ہے)

پس پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات غیر دنیا پر پڑتے ہیں، غیر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات دوسری دنیا کے حصوں پر پڑتے ہیں۔ غیر مسلم دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کے اثرات اسلام کی دنیا پر پڑتے ہیں۔ غرضیکہ اس طرح یہ دنیا ایک ایسی دنیا نہیں ہے جو مختلف جزیروں کی صورت میں ایک دوسرے سے الگ رہ رہی ہو۔ ایک جگہ ہونے والے واقعات کا اثر موجوں کی طرح دوسرے حصے کے اوپر ضرور اثر انداز ہوتا ہے اور ظلم ہمیشہ ظلم کے بچے دیتا ہے۔ پس اگر ہم نے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے اور ہم ہی نے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے تو ہمیں ظلم کے خلاف جہاد کرنا ہو گا۔ ہمیں انصاف اور امن کے حق میں جہاد کرنا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔۔۔ (اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم) جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ! مظلوم بھائی کی تو ہم حمایت کریں۔ ظالم بھائی کی کیسے حمایت کریں؟ آپ نے فرمایا! ظلم سے ان کے ہاتھ روک کر ان کی حمایت کریں۔

پس جہاں جہاں بھی مسلمان ممالک نے یہ غلط ردِ عمل دکھایا ہے اور اسلام کے نام پر نہایت ہی کریہہ حرکات کی ہیں اور ہندوؤں کے مندروں کو لوٹا یا منہدم کیا ہے ان کے ظلم سے ہاتھ روکنا ہمارا کام ہے اور یہی ان کی مدد ہے اور جہاں جہاں مظلوم مسلمان غیروں کے ظلم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں وہاں جس حد تک بھی ممکن ہے ان کی مدد کرنا ہے اور اسی کا حکم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ اس لئے احمدیوں کو ہر دو محاذ پر جہاد کے لئے تیار ہونا چاہیئے

وی پی سنگھ ایک عظیم راہنما ہیں

سچا ردِ عمل تو یہ تھا کہ ایسے موقعے پر سب سے پہلے تو تمام غیر مذاہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کے لئے تمام مسلمان ممالک تیار ہو جاتے اور ہندوستان کے سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ سے نصیحت پکڑتے۔ وہ ایک عظیم راہنما ہے۔ اگرچہ وہ اب طاقت پر فائز نہیں لیکن انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کی حق پرستی کی تعریف کی جائے۔ ہندوستان کی بہت ہی بڑی بدنصیبی ہے، ایک تاریخی بدنصیبی ہے کہ اتنے عظیم الشان راہنما کی راہنمائی سے محروم ہو گیا جس کے پیچھے چل کر ہندوستان کو کھوئی ہوئی ساری عظمتیں مل سکتی تھیں کیونکہ وہ راہنما جو حق پرست ہو اور حق کی خاطر اپنے مفادات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو، آج کی دنیا میں اس سے بہتر قوم کو اور لیڈر میسر نہیں آ سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو باتیں۔ وی ۔ پی ۔ سنگھ صاحب نے ایسی کیں جن کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بہت ہی عزت قائم ہوئی اور محبت قائم ہوئی اور میں دعا کرتا رہا کہ اللہ کرے کہ دنیا کے راہنما بھی اس طرح حق پرست بن جائیں۔ سب سے پہلے تو لاکھوں اور کروڑوں مظلوم اچھوتوں کے لئے یہ تن تنہا کھڑے ہو گئے اور اپنی پارٹی کے ان لیڈروں کے اختلاف کو بھی چیلنج کیا جو ان کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتے تھے اور تمام ملک میں یہ قانون رائج کیا کہ وہ اچھوت مظلوم جو ہزاروں سال سے مظلوم چلے آ رہے ہیں ان کے حقوق کو قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ان کے لئے حکومت میں نوکریوں کے تحفظات دیئے جائیں اور ایک خاص فیصد مقرر کر دی گئی کہ اتنی فیصد تعداد کی نسبت کے لحاظ سے لازماً اچھوت قوموں کے لئے حکومت کی ملازمتیں ریزرو رکھی جائیں گی۔ یہ ایک بہت بڑا قدم تھا اور ایسے ہندوستانی ملک میں یہ قدم اٹھانا جہاں ایک لمبے عرصے سے اونچی ذات کا قبضہ رہا ہو۔ جہاں ان کا مذہب یہ نہیں کہتا ہو کہ اونچی ذات کے حقوق زیادہ ہیں اور نچلی ذات کے کوئی بھی حقوق نہیں، ایک بہت غیر معمولی عظمت کا مظاہرہ تھا جو بہت کم دنیا کے لیڈروں کو نصیب ہوتا ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ جب اس کے خلاف ایک شور برپا ہوا تو سینہ تان کے اس کا مقابلہ کیا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ اس کے نتیجے میں اقتدار ہاتھ سے جاتا ہے کہ نہیں۔ ابھی یہ شور و غوغا کم نہیں ہوا تھا کہ ان کے خلاف سازشیں کرنے والوں نے بابری مسجد کے تنازعہ کو زیادہ اچھالنا شروع کیا اور لاکھوں کروڑوں ہندو اس بات کے لئے تیار ہو گئے کہ وہ بابری مسجد کی طرف کوچ کریں گے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور وہاں وہ پرانا تاریخی لحاظ سے موجود یا غیر موجود جو بھی شکل تھی رام کے مندر کو دوبارہ تعمیر کریں گے۔ اتنے بڑے چیلنج کا مقابلہ کرنا اور ہندو فوج کی اکثریت کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ اگر تمہارے ہم مذہب بھی جتھہ در جتھہ یہاں حملہ کرنے کی کوشش کریں تو ان کو گولیوں سے بھون دو لیکن مسجد کے تقدس کی اور ہندوستان کے قانون کے تقدس کی حفاظت کرو۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلاشبہ بہت سے ہندو ان کوششوں میں مارے گئے اور ہندو فوجیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ہندو پولیس کے ہاتھوں زدوکوب کئے گئے اور اس کے علاوہ بہت سے زخمی ہوئے، بہت سے قید ہوئے۔ ان کے راہنما کو جو بہت بڑی طاقت کا مالک ہے اور جس کے اشتراک اور اتحاد کی وجہ سے ان کی حکومت قائم تھی ان کو قید کر دیا گیا۔ غرضیکہ یہ جانتے ہوئے کہ جس شاخ پر میں بیٹھا ہوا ہوں اسی شاخ کو کاٹ رہا ہوں۔ بے وقوفی کی وجہ سے نہیں بلکہ بہادری اور اصول پرستی کی خاطر اس عظیم راہنما نے گرنا منظور کر لیا، خواہ گر کر اس کی سیاسی زندگی کو بھی ہمیشہ کے لئے خطرہ درپیش تھا لیکن کوئی پرواہ نہیں کی۔

پس ایسے راہنما جو انصاف کے نام پر کہیں بھی قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں، تعلیم یہ ہے کہ ان کی عظمت کو تسلیم کیا جائے اور ان کی مدد کی جائے کیونکہ نیکی اور تقویٰ کی بات میں تعاون کرو) میں کسی مذہب کے نام پر تعاون کا حکم نہیں بلکہ انصاف اور خدا خوفی کے نام پر تعاون کا حکم ہے۔ اچھی باتوں اور خدا خوفی کے نام پر تعاون کا حکم ہے۔ بہرحال یہ اب آنے والی تاریخ بتائے گی کہ ہندوستانی قوم نے کس حد تک ان واقعات سے نصیحت پکڑی ہے اور کس حد تک وہ اپنے سگوں کو اپنے سوتیلوں سے پہچاننے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے مگر عالمِ اسلام کو ان کا ممنون ہونا چاہیئے تھا۔ عالم اسلام کو ایسی صورت میں ہندوستان کی حکومت کو بے وجہ تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے اچھے کو تقویت دینی چاہیئے تھی۔ ان کے لئے لازم تھا کہ یہ اعلان کرتے کہ جو ہندو انتہا پسند کر رہے ہیں سخت ظلم کر رہے ہیں اور ہم برداشت نہیں کریں گے لیکن ہندوستان کے وہ راہنما جو اس ظلم کے خلاف نبرد آزما ہیں اور کمزوری محسوس کرتے ہوئے بھی وہ سینہ تان کر اس کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں ہم ان کو ہر طرح سے تقویت دینے پر تیار ہیں ہر طرح سے ان کی مدد کرنے پر تیار ہیں۔ یہ انصاف کی آواز جو اسلام کی آواز ہے اور جہاں تک دھمکیوں کا تعلق ہے، یہ گیدڑ بھبکیوں سے تو کبھی کوئی ڈرا نہیں۔ باقاعدہ تمام مسلمان ممالک کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے اور ہندوستانی حکومت کو کوئی ٹھوس پیغام دینے چاہیئے تھے۔ یہ بتانا چاہیئے تھا۔ کہ ہمارے مفادات اتنے گہرے اور اتنے قیمتی مفادات اسلامی ممالک سے وابستہ ہیں کہ اگر تم نے بالآخر یہ حرکت ہونے دی تو تمہارے مفادات کو شدید نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ یہ بات انصاف کے خلاف نہیں ہے کہ کسی قوم سے اقتصادی بائیکاٹ اس لئے کیا جائے کہ اس نے جارحیت کا طریق اختیار کیا ہے۔ پس سزا دینے کے مختلف طریق ہوتے ہیں اور یہ سزا تو دراصل ایک ظلم کو روکنے کے لئے ذریعہ بنتی تھی۔ صرف ایک کویت کی چھوٹی سی سرزمین سے جس پر ایک اسلامی ریاست قائم تھی۔ پانچ لاکھ ہندوستانی اپنے اقتصادی مفادات کو قربان کر کے واپس اپنے وطن جانے پر مجبور ہو گئے۔ اب اگر کویت میں پانچ لاکھ جمع تھے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سارے عالمِ اسلام میں کتنے ہندو مفادات اور کتنے ہندوستانی مفادات ہوں گے اور ہندوستان کی موجودہ اقتصادی حالت کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اتنے بڑے اقتصادی خطرے کو مول لے پھر حکومت جس کی بھی ہو کسی نام سے آئے وہ اسلامی قدروں کا جائز احترام کرنے پر مجبور کر دی جا سکتی ہے۔

عالمِ اسلام کو متقیانہ ردّ عمل دکھانا چاہیئے

پس یہ جو معقول اور جائز طریق ہیں ان کو چھوڑ کر چند مندر جلا کر اور بھی زیادہ اسلام کو ذلیل و رسوا کرنا اور یہ ثابت کرنا کہ اس میں کوئی بھی فرق نہیں پڑتا کہ کسی کی عبادت گاہ کو منہدم کرو، جلاؤ، رسوا اور ذلیل کرو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر فرق نہیں پڑتا تو پھر ایک مسجد سے کیا فرق پڑ جائیگا تو بہرحال یہ جو خطرات ہیں یہ بھی ایسے معاملات ہیں جنمیں سوائے اسلامی فکر اور تقویٰ کے نور کے صحیح فیصلے نہیں ہو سکتے۔ اور عالمِ اسلام کو چاہیئے کہ وہ جاہلانہ جذباتی ردِّ عمل دکھانے کی بجائے متقیانہ ردِّ عمل دکھائے۔ جسمیں طاقت ہوگی جو مفید ہوگا۔ جو اسلام کی بدنامی کی بجائے اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب بنے گا۔ اور اس کے نتیجے میں کوئی فائدہ بھی حاصل ہوگا۔

جہاں تک پاکستان کی موجودہ حکومت کا تعلق ہے۔ بہت سے احمدی اس خیال میں پریشان دکھائی دیتے ہیں اور مجھے خطوط بھی ملتے ہیں کہ یہ وہ حکومت ہے جسمیں وہ عناصر اوپر آ گئے ہیں جو احمدیت کے دشمن تھے اور ہیں لیکن جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو حکومت کے سربراہ ہیں اور جو اقتدار پر قابض ہو گئے ہیں ان کے اور دعاوی ہمارے سامنے آ رہے ہیں لیکن اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کو مختصراً بیان کروں۔ پاکستان کی ذیلی مجالس کے ربوہ میں ہونے والے اجتماعات سے متعلق تازہ صورتحال سے آپ کو مطلع کرتا ہوں۔

اجتماعات کی منسوخی

تین چار دن پہلے کی بات ہے کہ ..... اطلاع ملی کہ ہمارے ضلع کا ڈپٹی کمشنر کوئی غیر معمولی طور پر شریف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہماری درخواست پر پہلی دفعہ نہ صرف بغیر کسی تردّد کے لجنہ کے اجتماع میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دیدی بلکہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں بھی لاؤڈ سپیکر کی اجازت دے دی جو عجیب بات تھی اور بظاہر انہونی تھی اور انصار اللہ کے اجتماع میں بھی لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دے دی تو اس لئے ہم فوری طور پر یہ تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ اس ڈپٹی کمشنر پر رحم کرے۔ شریف بھی ہے اور سادہ بھی ہے۔ نہیں جانتا کہ کن حالات میں یہ اجازت دے رہا ہے مگر بہرحال یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ شریف بھی ہے اور بہادر بھی ہے اور خدا کرے یہی بات درست ہو ---- چنانچہ ..... دو دن بعد ہی جماعت کو تحریری حکم مل گیا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب معذرت کے ساتھ اطلاع کرتے ہیں کہ ان کو اپنا پہلا اجازت نامہ منسوخ کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجے میں پہلے لجنہ کا اجتماع انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اجتماع منعقد نہ کیا جائے اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ بغیر لاؤڈ سپیکر کے ہی خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد کیا جائے مگر آج .... دوسرا حکم نامہ یہ ملا ہے کہ صرف لاؤڈ سپیکر کی اجازت ہی منسوخ نہیں کی جاتی بلکہ اجتماع منعقد کرنے کی اجازت بھی منسوخ کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے ربوہ میں بہت ہی بے چینی ہے، تکلیف ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے .... کہ احمدی نوجوان جو مقامی ہیں یا باہر سے آئے ہیں، اس وقت بہت کرب کی حالت میں ہیں۔ ان کو میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ ہمارے لمبے سفر ہیں۔ یہ اس قسم کے جو واقعات احمدیت کی تاریخ میں ہو رہے ہیں۔ یہ بعض منازل سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ہمارا قیام اُن منازل پر نہیں ہے۔ جو قافلے لمبے سفر پر روانہ ہوتے ہیں انہیں رستے میں مختلف قسم کے ...... خطرات پہنچتے رہتے ہیں اور تکلیف پہنچتی رہتی ہے لیکن قافلوں کے قدم تو نہیں رک جایا کرتے۔ اُن کے گذرتے ہوئے قدموں کی گرد ان چہروں پر پڑ جاتی ہے۔ جو ان کے خلاف غوغا آرائی کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں .... اور تاریخ کی اس گرد میں ڈوب کر وہ ہمیشہ کیلئے نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ہاں اُن مدفون جگہوں کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں تو آپ تو لمبے سفر والی قوم ہیں۔ ایسے لمبے سفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والی قوم ہیں جبکی آخری منزل قیامت سے ملی ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ مسیح اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں تو بعض علماء نے یہ سمجھا کہ اس کا مطلب ہے کہ مسیح کے آتے ہی قیامت آجائے گی۔ بڑی ہی جہالت والی بات ہے۔ مراد یہ تھی کہ مسیح کا زمانہ قیامت تک ممتد ہوگا۔ بیچ میں اور کوئی زمانہ نہیں آئے گا۔ آنحضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی مثال بھی قیامت کے ساتھ اسی طرح دی اور اپنی اور مسیح کی مثال بھی اسی طرح دی کہ ہم دونوں اسطرح اکٹھے ہیں جسطرح انگلیاں جڑی ہوئی ہیں تو یہ مطلب تو نہیں تھا کہ بیچ میں زمانہ کوئی نہیں آتا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ زمانہ اس وقت تک ممتد ہوگا۔ اور بیچ میں کوئی روک ایسی نہیں جو اس زمانے کو منقطع کر سکے اور پہلے کو دوسرے سے کاٹ سکے تو جس قوم کے اتنے لمبے سفر ہیں وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تکلیف محسوس کرنے لگیں اور دل چھوڑنے لگیں۔ یہ بات کوئی آپ کو زیب نہیں دیتی۔

بات یہ ہے کہ اس نئی حکومت نے جب اقتدار سنبھالا ...... تو کئی طرف سے خوف اور خطر کا اظہار کیا گیا۔ لیکن اس حکومت کے سربراہوں نے یہ اعلان کیا کہ ..... ہم شرافت کو نوازنے والے ہیں۔ اور شرفاء کو ہم سے ہرگز کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ غالباً انہیں اعلانات کے اثر میں ایک شریف النفس ڈپٹی کمشنر نے وہ قدم اٹھایا جو اس نے اٹھایا لیکن دوسری طرف احمدیوں کے کانوں میں ایک اور آواز آرہی ہے اور وہ ملّانوں کی آواز ہے وہ کہتے ہیں کہ تم اس آواز سے دھوکہ نہ کھانا۔ اقتدار کسی کے قبضے میں ہو، ظلم اور تعدّی کی تلوار ہمارے ہاتھوں میں ہے اور ہم جب چاہیں، جس گردن پر چاہیں، یہ تلوار اس پر گرا کر اس کو تن سے جدا کر سکتی ہے تو تم دیکھو کہ یہ تلوار ہمارے ہاتھوں میں آگئی ہے

معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں نے اس آواز کو سنا اور اس کی وجہ سے ان کے دلوں پر کئی قسم کے اندیشے قبضہ کر گئے۔ کئی قسم کے توہمات میں وہ مبتلا ہو گئے اور اس وقت ایسی ہی کیفیت دکھائی دے رہی ہے۔ میں ان کو اسی مضمون کی ایک اور بات یاد کرانا چاہتا ہوں جسمیں جو کچھ بھی میں نصیحت کر سکتا تھا اسکا بہترین خلاصہ بیان ہوگیا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک غزوے کے موقعہ پر اپنے غلاموں سے علیحدہ اکیلے ایک درخت کے سائے میں آرام فرمارہے تھے کہ آپ کی آنکھ ایک للکار کی آواز سے کھلی۔ ایک دشمن مسلمانوں سے نظر بچا کر آپ تک پہنچا اور آپ ہی کی تلوار اٹھا کر اس نے آپ کے سر پر سونتی اور کہا کہ اے محمد اب تجھے میرے ہاتھوں سے اور میری اس تلوار سے کون بچا سکتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسی طرح اطمینان سے لیٹے رہے اور فرمایا: میرا خدا۔

کتنی عظیم بات ہے۔ تمام دنیا میں قیامت تک ایمان والوں پر آنے والے ابتلاؤں کا ایک ہی جواب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسوقت اس ظالم کو دیا اور ہمیشہ ہر صاحب ایمان ہر ظالم کو یہی جواب دیتا رہے گا۔ اور اگر یہ جواب نہیں دے گا تو اسکے بچنے کی کوئی ضمانت دنیا میں نہیں ہے۔

گزند پہنچیں گے۔ تکلیفیں پہنچیں گی۔ قرآن فرماتا ہے کہ ایسا ہوگا روحانی اور جذباتی طور پر تم کئی قسم کی اذیتیں پاؤ گے لیکن اگر تم ثابت قدم رہو اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اس جواب پر ہمیشہ پوری وفا اور توکل کے ساتھ چمٹے رہو تو آج بھی وہی زندہ خدا ہے۔ اسی کی جبروت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ وہی خدا آج ہمیں ظلم وستم سے بچائے گا۔ پس آپ کو اگر ان دعاوی سے تکلیف ہے تو مجھے ان ..... احمدیوں کے اس ردّ عمل سے تکلیف پہنچی ہے .... ہمیشہ .... مخالفت نے احمدیت کی ترقی کے سامان پیدا کئے ہیں۔ نئے راستے کھولے ہیں۔ گذشتہ ابتلاءات ..... اسطرح کٹے کہ ..... احمدیت کی ترقی کو دشمن دنیا میں روک نہیں سکا اور آخر انتہائی ذلت کے ساتھ نامراد و ناکام اس دنیا سے رخصت ہوا۔ پس تلواروں کے بدلنے سے تمہارے ایمان کیسے بدل سکتے ہیں۔ اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو اور ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ پر توکّل رکھو اور یقین کرو کہ وہ خدا جس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے وہ خدا اور اسکے رسول ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں قیدیوں نے بغاوت کر دی بیرکس توڑ ڈالیں اور مسلسل سات گھنٹے تک ہنگامہ آرائی کرتے رہے اور جیل حکام کیخلاف نعرہ بازی کرتے رہے۔ انہوں نے جنوبی دروازہ توڑنے اور دیوار میں شگاف ڈالنے کی کوشش کی۔ قیدیوں نے جیل کے اہلکاروں پر رشوت لینے اور تشدد کرنے کے الزامات عائد کئے۔

○ سندھ کے علاقے عمر کوٹ کے قریب بھارتی ڈاکوؤں نے سرحد عبور کر کے پاکستانی علاقے میں ایک گاؤں پر حملہ کیا فائرنگ سے ایک پاکستانی کو ہلاک کر دیا اور تمام سامان لوٹ کر لے گئے۔

○ قائدِ حزب اختلاف محترمہ بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ انہیں زبردستی سیاست سے نااہل بھی کیا جاسکتا ہے اور راتوں رات طیارے میں بٹھا کر جلاوطن بھی کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں ایک شخص کی آمریت قائم ہے۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ بے نظیر بھٹو اور ان کے اراکین کی اسمبلی کی رکنیت برقرار رہنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ میں بے نظیر کو اپوزیشن لیڈر دیکھنا چاہتا ہوں۔

○ حکومت نے کہا ہے کہ وہ صادق گنجی کے قتل کے پس پردہ محرکات کا کھوج لگائے گی۔

○ قرآن شائع کرنے والے ادارے تاج کمپنی میں مبینہ کروڑوں روپے کے غبن کیخلاف دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے ہزاروں افراد نے مظاہرہ کیا۔ بلڈنگ پر پتھراؤ کیا اور سینہ کوبی کی۔ ان افراد کو شبہ ہے کہ ان کی رقم ڈوب گئی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ ۱۹۹۱ء کا سال ایک سیکنڈ کی تاخیر سے شروع ہوگا۔ ماہرین کے مطابق یہ تاخیر ان کے کنٹرول سے باہر ہے۔

○ سری لنکا میں سرکاری فوجوں اور تامل باغیوں کے درمیان جھڑپوں کے نتیجے میں نو فوجیوں سمیت ۵۲۔ افراد ہلاک ہو گئے ایک اور واقعہ میں فوجیوں نے ۲۰ چھاپہ ماروں کو ہلاک کر دیا۔

○ بنگلہ دیش کے سابق صدر حسین محمد ارشاد کے ساتھ ان کے پہریداروں کو گفتگو سے منع کر دیا گیا ہے۔ صدر ارشاد نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ ان کو اپنے اوپر لگائے جانے والے الزامات کے دفاع کے لئے وکیل مہیا کیا جائے۔

○ پولینڈ کے مزدور لیڈر مسٹر لیخ ویلیسا نے پولینڈ کے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھالیا ہے۔ وہ پچاس سال میں جمہوری طور پر منتخب ہونے والے پہلے صدر ہیں۔ مسٹر ویلیسا مزدور ٹریڈ یونین سالیڈیریٹی کے سربراہ کی حیثیت سے عالمگیر شہرت کے مالک ہیں۔

○ عراق کے ٹیلی ویژن پر ایک حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ جنگ چھڑتے ہی تمام سکول اور کالج فوری طور پر بند کر دیئے جائیں۔ اس حکم نامے میں مزید کہا گیا ہے کہ اس بارے میں مزید کوئی حکم جاری نہ کیا جائے

○ اقوام متحدہ نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا خلیجی بحران سے بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔

○ خلیج کا دفاع مستقل طور پر پاکستان، ایران اور ترکی کے سپرد کرنے کے بارے میں غور شروع ہو گیا ہے۔ یہ تجویز حالیہ خلیج تعاون کونسل کے اجلاس میں زیر بحث آئی تھی۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں:

بہت پرانی بات ہے قادیان میں جب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ناظر تعلیم تھے۔ تو انہوں نے ایک مختصر سا رسالہ "امتحان پاس کرنے کے گر" کے عنوان سے لکھ کر طلباء کی راہنمائی فرمائی تھی کہ انہیں امتحان میں پرچہ حل کرتے وقت کن امور کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔ حضرت میاں صاحب کے مضمون اور اپنے طویل تدریسی تجربہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آج کے مضمون میں میں بھی عزیز طلباء کے استفادہ کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت میاں صاحب ممدوح نے جو کچھ لکھا اس میں زیادہ تر میٹرک تک کے طلباء مخاطب تھے کیونکہ قادیان میں اس زمانہ میں ابھی کالج وجود میں ہی نہ آیا تھا۔ لیکن وہ ہدایات اس قدر جامع تھیں کہ وہ آج بھی ہر ممتحن اور ہر امتحان کے لئے مشعلِ راہ ہیں ان کی وضاحت کرتے ہوئے میں اپنے کالج کے زمانہ کے تجارب کو بھی شامل کروں گا تاکہ عنوان زیرِ نظر میں وسعت عمومیت اور افادیت پیدا ہو جائے۔

میرے کالج کے ایام میں ہمارے ایک انگریزی کے پروفیسر ہوا کرتے تھے پروفیسر سہائے (وی۔ این سہائے بی اے آکسن۔ کرکٹ کے بھی عمدہ کھلاڑی تھے اور پڑھاتے بھی توجہ سے تھے اس لئے مجھے ان سے انس ہو گیا۔ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا خصوصاً یہ بات کہ پرچہ حل کیسے کرنا چاہیئے۔ انہوں نے ہم پر یہ حقیقت واضح کی کہ ممتحن کے پاس پرچہ دیکھنے کے لئے بہت ہی کم وقت ہوتا ہے اور عام طور پر کالج کے پروفیسر پرچہ بھی بے اعتنائی سے دیکھتے ہیں پرچہ پر صرف ایک سرسری سی نظر ڈالتے ہیں اور طالب علم کی قابلیت کے متعلق یہ امپریشن قائم کر لیتے ہیں کہ طالب علم اوسط درجہ کا یا اوسط سے زیادہ یا کم درجہ کا حامل ہے۔ اور جو امپریشن ممتحن شروع میں قائم کرے اسی کے مطابق بعد میں نمبر لگاتا جاتا ہے اس لئے بیدار مغز اور زیرک طالب علم سب سے پہلے وہ سوال حل کرتے ہیں جو انہیں ازبر ہوں۔ اس کے بعد دوسرے سوال۔ ممتحن پر اگر شروع میں ہی یہ اثر پڑ چکا ہو کہ طالب علم لائق ہے اور سوالات پر اسے عبور حاصل ہے تو بعد میں حل کئے گئے جوابات چاہے وہ معیاری نہ بھی ہوں ان کو جانچتے وقت ممتحن بخل سے کام نہیں لیتا۔ بلکہ طالب علم کو اس کے حق سے زیادہ ہی نمبر مل جاتے ہیں ہر امتحان میں ہر طالب علم کو اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ہی پرچہ حل کرنا چاہیئے۔ مجھے کالج میں انگریزی میں انعام حاصل کرنے کا امتیاز صرف اسی وجہ سے حاصل ہوتا رہا کہ میں چند سوال (متوقع) اچھی طرح تیار کر لیتا تھا۔ اور ان کو پرچے کے شروع میں ہی درج کر دیتا تھا۔ البتہ اس کے ساتھ۔ گر نمبر دو بھی متذکرہ گر کے علاوہ اتنا ہی اہم ہے کہ پرچہ کو خوشخط کر کے لکھا جائے جاذب نظر حد تک۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اقتصادیات کا مضمون تو اس زمانہ میں میرا واجبی سا ہی تھا۔ لیکن میں اپنے جوابات کو صاف اور عمدہ الفاظ میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ چنانچہ ہمارے پرنسپل نے جو اکنامکس کے پروفیسر تھے جب میرا پرچہ دیکھا صاف ستھرا خوش خط۔ تو انہوں نے پرچے کے باہر نمبر لگاتے ہوئے لکھا۔ کہ پرچہ کی صفائی اور خوش خطی قابلِ تعریف ہے اور میری اسی خاصیت نے مجھے اس مضمون میں انعام کا مستحق قرار بنا دیا۔

افراتفری اور لاپرواہی کے عالم میں لکھا ہوا پرچہ۔ کبھی مقبول نہیں ہوتا ہمیشہ وہی پرچہ مرغوب ہوتا ہے جو احتیاط اور غور سے حل کیا جائے ہر پرچہ اپنے MERIT کے مطابق "جج" ہوتا ہے۔ لیکن اپنے مواد کو پیش کرتے وقت اگر ہم اس کو مناسب اور پرکشش لوازمات سے آراستہ کر لیں تو یہ ہمارے لئے زیادہ نفع مند ثابت ہوتا ہے۔

المختصر۔ پہلے وہ سوال حل کریں۔ جو آپ کو اچھی طرح یاد ہیں۔ ان کو پڑھ کر ممتحن جو عمدہ امپریشن قائم کرے گا۔ اسی کے تحت وہ بعد میں لکھے گئے جوابات کو بھی جانچ جائے گا اور آپ کے بعد میں حل کئے ہوئے جوابات کو اس قدر دقیق نظر سے نہیں دیکھ سکے گا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی لازمی ہے کہ پرچہ تمام و کمال خوش خط اور صاف ستھرا ہونے کے اعتبار سے۔ جاذب نظر ہو۔

مکرم مولانا محمد منور صاحب لکھتے ہیں:

پندرہ دسمبر ۱۹۹۰ء کے پرچہ میں کچھ الفاظ کے ہجے غلط لکھے گئے ہیں۔ ان کی تصحیح ضروری ہے۔

ص۵ کے دوسرے کالم کی پہلی سطر میں 'کارِ دارد' لکھا ہے یہ اصل میں 'کارے دارد' ہونا چاہیئے جس کا مطلب ہوتا ہے کوئی محنت طلب کام۔ کار فارسی زبان میں کام کو کہتے ہیں۔ اور دارد بھی فارسی ہے جس کے معنٰی ہیں۔ رکھتا ہے۔

جب کسی بات کے متعلق یہ کہنا مطلوب ہے کہ اس کی تکمیل کے لئے مشقت درکار ہے تو یہ فارسی ترکیب استعمال ہوتی ہے کارے دارد کہ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن کارِ دارد کا کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ بلکہ یہ ترکیب ہی درست نہیں ہے۔

ص۱۱ کے پہلے کالم میں شدھ بدھ لکھا گیا ہے۔ دونوں جگہ ھ کی ضرورت نہیں تھی۔ اصل میں شُدْ بُدْ ہے جو کہ فارسی کی دو مصادر شدن اور بودن سے تعلق رکھتے ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے۔ ہو جانا اور بن جانا۔ شد بد کا مطلب ہے۔ کسی قدر علم حاصل ہو جانا۔ شدھ کا مطلب ہوتا ہے پاک اور بدھ کے معنٰی ہیں سمجھدار انسان مہاتما بدھ کو اسی لئے یہ نام یا لقب دیا گیا ہے کہ وہ نہایت ذہین انسان تھے۔ یہ دونوں الفاظ ہندی یا سنسکرت سے لئے گئے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مقدس تحریرات میں عربی، فارسی، ہندی اور سنسکرت وغیرہ زبانوں کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے ان کی اصلیت سے واقفیت ضروری ہے۔ ذرا سی محنت سے انسان لفظ کی حقیقت تک پہنچ جاتا ہے اور آہستہ آہستہ علم وسیع ہو جاتا ہے۔

ہمارے بچوں کو محنت اور تحقیق سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بالخصوص ہماری اردو زبان میں بہت سی زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ جو اس کے حسن کو دوبالا کرتے اور مختلف ملکوں سے رابطہ بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے پوری دلجمعی سے الفاظ کی ساخت ہجے اور معنٰی معلوم کرنے چاہئیں اس سے علم بڑھتا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ اہلیہ محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی ۲۳ دسمبر سے دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

نمایاں کامیابی

○ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزیزہ صائمہ

باقی ص۷ پر

قدیمی ـــــ اوّلین ـــــ شہرۂ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
فون ۳۹۹۷ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
برانچیں
کراچی:۔ فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور:۔ ۱-۵-۳ گلشن راوی
ملتان:۔ چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین:۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان:۔ فون نمبر ۲۷۹۹
ربوہ:۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتوں کے کاٹنے سے بچنے کے گُر

کتوں سے کون نہیں ڈرتا اور ہمارا خیال ہے کہ ڈرنا بھی چاہیے جنہیں کبھی کسی کتے نے کاٹا ہے انہیں اس لئے ڈرنا چاہیئے کہ انہیں اس کے کاٹنے کی تکلیف کا بخوبی اندازہ ہے اور جنہیں کبھی کسی کتے نے نہیں کاٹا انہیں اس لئے ڈرنا چاہیئے کہ ایک دفعہ جسے کتے نے کاٹ لیا پھر زندگی بھر اس کی شہرت خراب ہی رہتی ہے کہیں جو ذرا معمول سے ہٹ کر بات کی تو دوسرے جھٹ پوچھیں گے کیوں میاں کیا کتے نے کاٹا ہے ؟

امریکہ کہنے کو تو سپر پاور ہے ساری دنیا پر اس کی چودھراہٹ چلتی ہے مگر کتوں کے آگے بے بس ہے جی ہاں امریکہ میں ہر سال لگ بھگ ایک کروڑ افراد کو کتے کاٹ کھاتے ہیں۔

سو وہاں کے اہل دانش نے اس تکلیف کے تدارک کے لئے امریکیوں کو کچھ نفسیاتی طریقے (یہاں کتوں کی نفسیات مراد ہے) دریافت کئے جن پر عمل کرنے کے بعد ان کے خیال میں کتے امریکیوں کو کاٹنا بند کر دیں گے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کتوں نے اپنی نفسیات والی کتاب نہ پڑھی ہوئی تو؟ خیر یہ بعد کا مسئلہ ہے فی الحال ہم آپ کے بھلے کے لئے کچھ تراکیب درج کر رہے ہیں۔

"اگے تیرے بھاگ لچھیے"

امریکہ کے ایک ڈنگر ڈاکٹر نے "بچوں اور بوڑھوں کے لئے جانوروں کے کاٹنے سے بچنے کے گر" کے نام سے ایک ویڈیو ٹیپ بنائی ہے اس کا کہنا ہے کہ جونہی آپ کو یہ محسوس ہو کہ کتا یا کوئی جانور آپ کو کاٹنے والا ہے تو

بھاگئے مت

ایسے موقع پر کبھی نہ بھاگئے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے نہ ہی حملہ آور جانور کی جانب اپنی پشت کیجئے۔ کیونکہ کتوں کی جبلت کا تقاضا ہے کہ وہ دوڑتی ہوئی چیز کے پیچھے لپکیں اور دبوچ لیں لهذا ایسے موقع پر بھاگنے کی بالکل کوشش نہ کریں۔

پرسکون رہیئے

اگر آپ کا سامنا ایسے کتے سے ہو جو غرا رہا ہو یا باچھیں کھلی ہوں اور اس کے بال کھڑے ہوں تو ساکن ہو جائیے یا آہستہ اور دھیمی آواز میں "شاباش" "بہت اچھے" جیسے الفاظ دہراتے ہوئے آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے اس کی پہنچ سے دور نکل جائیے۔

فرار کی راہ ڈھونڈیئے

گھبراہٹ کا مظاہرہ بالکل نہ کریں بلکہ اگر ممکن ہو تو فرار کے لئے مناسب راہ تلاش کریں۔ بدحواسی میں کسی درخت پر چڑھنے یا کار کے ہڈ پر چڑھنے کی کوشش دو طرح خطرناک ہو سکتی ہے ایک تو اس سے کتا زیادہ مشتعل ہوگا دوسرے گرنے کے امکانات بھی کافی زیادہ ہیں جس سے نہ صرف یہ کتا آپ کو بھنبھوڑ سکتا ہے بلکہ آپ کو چوٹ بھی لگ سکتی ہے۔

گھوریئے مت

ایسی صورت میں کتے کی طرف سے غافل مت ہوں لیکن اس پر نظر تمام انداز میں رکھیں جیسا کہ دوسری چیزوں کو دیکھتے وقت آپ رکھتے ہیں کتے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مت گھوریئے کیونکہ ممکن ہے کتا اسے لڑائی کے لئے للکار سمجھ لے۔

پہلو کی طرف گھومیئے

اگر کتا آپ پر لپکے تو فوراً پہلو کی جانب گھوم جایئے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ کتے کو کاٹنے کے لئے جگہ کم سے کم ملے گی۔

اعتماد قائم رکھیئے

ممکن ہو تو کتے کو اعتماد اور سکون کے ساتھ "بیٹھ جاؤ" "نہیں" اس قسم کے احکامات دیجئے۔

لیٹ جایئے

اگر آپ گر گئے ہیں تو فوراً پشت کے بل ہو جایئے اپنا چہرہ زمین کی طرف کر لیجئے۔ مٹھیاں بند کر کے گدی پر رکھ لیجئے۔ اس سے آپ کی گردن اور کان کاٹے جانے سے محفوظ رہیں گے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ کمر یا ٹانگ پر کتے کا کاٹنا اتنا خطرناک نہیں ہوتا البتہ گلے چہرے یا کمر پر زخم خاصا خطرناک ہو سکتا ہے۔

بچوں کو مت اٹھائیے

اگر ایسی صورت حال ہو کہ آپ کے ہمراہ بچہ ہو اور کتا آپ پر حملہ کر دے تو بچے کو اوپر اُٹھانے کی غلطی کبھی مت کیجئے۔ اس سے ایک تو آپ غیر متوازن ہو سکتے ہیں۔ دوسرے کتا بچے کی ٹانگوں کو باآسانی نشانہ بنا سکتا ہے آپ کو کرنا یہ چاہیئے کہ فوری طور پر بچے اور کتے کے درمیان آ جائیں اور پھر اوپر تحریر کی گئی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کتے کی پہنچ سے دور نکلنے کی کوشش کریں۔

کتے کو پہچانئے

آخری اور اہم بات یہ ہے کہ اگر کوئی آوارہ کتا آپ کو کاٹ ہی لے تو کوشش کر کے یہ دیکھیں وہ جاتا کدھر ہے اور کتے کو بھی کسی خاص نشانی کے حوالے سے پہچاننے کی کوشش کریں۔ کیونکہ بعض اوقات جراثیم کی تشخیص کے لئے اس کتے کے ٹیسٹ بھی لینے پڑتے ہیں تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ وہ باولہ یا کسی اور مرض کا شکار تو نہیں۔ اگر آپ کتے کو شناخت کر سکیں تو اس کتے کو دوبارہ پکڑا جا سکتا ہے۔

روزنامہ جنگ جمعہ میگزین

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

کریمی بنت مکرم سعید افضال احمد صاحب بٹ صدر جماعت احمدیہ خیرپور شہر نے سکھر بورڈ سے انٹرمیڈیٹ کے امتحان (ہوم اکنامکس گروپ) میں بورڈ بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو بہت مبارک کرے اور عزیزہ کو آئندہ بھی بیش از بیش ترقیات سے نوازتا رہے۔

ضرورت اساتذہ

○ ربوہ میں واقفینِ نَو بچوں کی تعلیم و تدریس و تربیت کیلئے ہمیں کوالیفائیڈ۔ تجربہ کار اور ٹرینڈ اساتذہ کی ضرورت ہے جو کم از کم بی۔اے/بی ایس سی پاس ہوں اور ساتھ ٹریننگ کی سند یا ڈپلوما بھی رکھتے ہوں۔

پہلے اس بارہ میں مکرم ناظر صاحب تعلیم بھی اعلان شائع کروا چکے ہیں۔ اب پھر تاکید کی جاتی ہے کہ خدمت سلسلہ کا جذبہ رکھنے والے جو اس کام کے لئے منشرح ہوں۔ جلد ہمیں مطلع کریں۔

وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد
• اٹھراء • سوکھا • گرمی
• گیس کا علاج کرنیوالے
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۰۴۳۱ — ۲۴۸۸۴۴ / ۲۴۶۴۹۷
زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
برانچیں
• ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
• ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ۔
• لاہور: جوہر ویو فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ
• چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ • کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
(خواتین کیلئے انتظام کے ساتھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالص سونے چاندی کیساتھ
طاہر گولڈ سمتھ
بہترین ورائٹی کا مرکز
فون دوکان : ۶۴۳ بالمقابل ایجنسی لائف گیس اقصیٰ چوک ربوہ ۔ فون رہائش: ۷۵۶

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

حبوب مفید اٹھرا ۱۵/- ، ۴۵/-	اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۱۵۰/-	زد جام عشق ۱۲۰/-
تریاق معدہ ۸/- ، ۱۶/-	روشن کاجل ۵/-	سرمہ جواہر ۵/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ۔ ربوہ
فون ۶۳۴

احمدی جنتری ۱۹۹۱ء
۲۲۴، واقفین نو، کیمرے کے روبرو
ایمان افروز ومعنی نگر تحریریں، درجنوں مخلصین کی تصاویر
مرتب شیخ عبدالماجد ۔ لاہور * افضل برادرز ربوہ * احمدیہ ہال صدر کراچی * مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
یورپ: ایک پونڈ ۔ جرمن 3 DM ۔ پاکستان 12 روپے

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ضروری اعلان
احباب کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ خاکسار نے اپنی دکان تبدیل کر لی ہے ۔ نئی دکان ذیشان جنرل سٹور ۔ اقصیٰ روڈ کے ساتھ ہے ۔
میاں نسیم احمد طاہر گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ
فون دکان : ۸۳۷
فون گھر : ۷۱۷

ہومیو پیتھک کلینک
حنیف
۱۷۶ ۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری
ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور
موسم سرما کے اوقات کار :
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک
شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہتا ہے
خاکسار : ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

ایڈیل پبلک سکول ربوہ
۳۵/۷ دارالرحمت غربی (سابقہ عمارت دفتر الفضل) ربوہ
میں
داخلے جاری ہیں
نرسری تا پنجم ..... برائے طلباء و طالبات
ششم .... صرف طالبات کیلئے
پرسکون باپردہ ماحول میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے آپ کا اولین انتخاب
(ایڈمنسٹریٹر)

رؤف برادرز
کاپی اینڈ بک ہاؤس
اقصیٰ روڈ ربوہ
کی جانب سے تمام طلباء و طالبات کو نیا سال مبارک
نئے سال کی نئی کتب / بارعایت کاپیاں / انگلش کورسز / گائیڈز ۔ خلاصے ٹیسٹ پیپرز رعایتی قیمت پر

روائتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ
فون
دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

خصوصی رعایت
مراد جیولرز
ریلبازار فیصل آباد
فون ۲۶۰۸۲
زیورات کے اعلیٰ ڈیزائن (و) سونے کی پوری گارنٹی آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں
فون ۳۲۷۴۰
۲۷۷۶۷
مراد کلاتھ ہاؤس
ریلبازار فیصل آباد